25/4/20
3/24

دارالافتاء
فتویٰ نمبر 56/2136

کیسا فرمائیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

(۱) میرا نام اقبال بیگم ہے، ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں اور سب شادی شدہ ہیں۔ والد صاحب کا ایک سال پہلے انتقال ہو چکا ہے اور والدہ حیات ہے، جو میرے دو بھائیوں کے ساتھ رہتی ہے، والدہ صاحبہ شدید علیل رہنے لگی ہے شرعاً اس کا دیکھ بھال کس کی ذمہ داری ہے، نیز اس کا علاج معالجہ اور خرچہ کس کی ذمہ داری ہے۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا والد صاحب بیمار تھے ہسپتال لے جاتے وقت، ایک بھائی کو والد صاحب نے بتایا (بقول میرے اس بھائی کے) کہ اس نے قرض کے طور پر کچھ رقم ہم چار بہنوں میں سے دو کو دی ہے، ایک ~~کا انہوں نے~~ بہن کا اس نے نام بھی لیا ہے، اور رقم کی تعداد بھی بتائی ہے، اور وہ بہن اقرار بھی کرتی ہے اور واپسی کرنے کا بھی کہتی ہے، لیکن دوسری بہن کا نام نہیں لیا اور نہ رقم کی تعداد بتائی ہے، جبکہ مجھے اپنا معلوم ہے کہ اس نے مجھے کوئی رقم نہیں دی ہے، یہ میرا حلفیہ بیان ہے،

اب اگر کل کو یہ مسئلہ درپیش ہوا، اور کسی نے میرے بارے میں خیال ظاہر کیا کہ اس کو ~~تو~~ شاید رقم دی ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے، کیا میں حلف اٹھا سکتی ہوں کہ

مجھے اس نے (یعنی والد نے) کوئی رقم نہیں دی ہے۔

دار الافتاء

والسلام

اقبال بیگم

Iqbal Begum

0347-1000 927

مکان نمبر R-54 سیکٹر 34-3 کورنگی نمبر 3

الجواب حامداًومصليًا

۱۔۔۔والدہ محترمہ کی دیکھ بھال اور خدمت تو بہر صورت اولاد (بیٹوں اور بیٹیوں) کی ذمہ داری ہے، جبکہ نان ونفقہ کے خرچے میں تفصیل یہ ہے، کہ اگر والدہ کی ملکیت میں ان کا اپنا مال موجود ہو، تو نان ونفقہ اور دیگر ضروریات کا خرچہ اس سے ادا کیا جائیگا، ورنہ یہ خرچہ بھی تمام اولاد پر ہوگا اور اس کی ادائیگی ان سب بیٹوں اور بیٹیوں کی برابر ذمہ داری ہے، تاہم شادی شدہ بیٹیوں کو چونکہ اس ذمہ داری پورا کرنے میں مشقت پیش آتی ہے، اس لئے کمانے والے بیٹوں کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اپنی والدہ صاحبہ کی کفالت کریں اور اُن کی دیکھ بھال اور خدمت کریں۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۳/ ٦٢١)

(و) تجب (على موسر) ولو صغيرا (يسار الفطرة) على الأرجح ورجح الزيلعي والكمال إنفاق فاضل كسبه. وفي الخلاصة: المختار أن الكسوب يدخل أبويه في نفقته. وفي المبتغى: للفقير أن يسرق من ابنه الموسر ما يكفيه إن أبى ولا قاضي ثمة وإلا أثم (النفقة لأصوله) ولو أب أمه ذخيرة (الفقراء) ولو قادرين على الكسب والقول لمنكر اليسار والبينة لمدعيه (بالسوية) بين الابن والبنت، (قوله بالسوية بين الابن والبنت) هو ظاهر الرواية وهو الصحيح هداية، وبه يفتى خلاصة، وهو الحق فتح؛ وكذا لو كان للفقير ابنان أحدهما فائق في الغنى والآخر يملك نصابا فهي عليهما سوية خانية، وعزاه في الذخيرة إلى مبسوط محمد، ثم نقل عن الحلواني قال مشايخنا: هذا لو تفاوتا في اليسار تفاوتا يسيرا، فلو فاحشا يجب التفاوت فيها بحر.

وفيه أيضا(۳/ ٦٢٢)

والحاصل أنه يشترط في نفقة الأصول اليسار على الخلاف المار في تفسيره إلا إذا كان الأصل زمنا لا كسب له، فلا يشترط سوى قدرة الولد على الكسب.

الفتاوى الهندية (۱/ ٥٦٤)

قال: ويجبر الولد الموسر على نفقة الأبوين المعسرين مسلمين كانا، أو ذميين قدرا على الكسب، أو لم يقدرا

۲۔۔۔اگر واقعۃً مرحوم والد نے آپ کو کوئی قرض نہیں دیا اور دیگر ورثاء آپ کے خلاف دعوی کریں اور اپنا دعوی شرعی گواہوں سے ثابت نہ کر سکیں اور آپ سے قسم کا مطالبہ کریں، تو آپ قسم اُٹھا سکتی ہیں، اور گواہوں کے نہ ہونے کی صورت میں جب آپ قسم اٹھالیں گی تو بری الذمہ قرار پائیں گی۔

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (٧/ ٢٠٦)

وفي البزازية إذا شـك فيما يدعي عليه ينبغي أن يرضـى خصـمه، ولا يحلف احترازا عن الوقوع في الحرام، وإن أبى خصمه إلا حلفه إن أكبر رأيه أن المدعي محق لا يحلفه، وإن أنه مبطل ساغ له الحلف

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٥٥٠)

(شك فيما يدعى عليه ينبغي أن يرضي خصـمه ولا يحلف) تحرزا عن الوقوع في الحرام (وإن أبى خصـمه إلا حلفه، إن أكبر رأيه أن المدعي مبطل حلف وإلا) بـأن غـلـب عـلـى ظـنـه أنـه محـق (لا) يحـلـف بـزازيـة.

---**والله سبحانه وتعالى اعلم**

زاہد اللہ

زاہد اللہ وزیرستانی غفرلہ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٢٦/ربیع الاول/١٤٤١ھ

24/نومبر/2019ء

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

٢٦/ربیع الاول/١٤٤١ھ

26/نومبر/2019ء

دار الافتاء ٥٦/٢١٢٦ ٢٨/٣/١٤٤١ ٢٦/١١/٢٠١٩ جامعہ دار العلوم کراچی

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

٢٦/٣/١٤٤١ھ

الجواب صحیح

عبد الحکیم

٢٧/٣/١٤٤١ھ